آجانے سے وہ سب کی سب منسوخ ہو چکی ہیں۔ اب صرف اور صرف قرآن پاک ہی مکمل ضابطہ حیات ہے اور تا قیامت اپنی اصلی حالت میں رہے گا۔ ان کتابوں میں انجیل حضرت عیسیٰ پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن حکیم ہمارے رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی۔

کتابوں پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ الہامی و آسمانی کتابوں اور صحیفوں کو برحق تسلیم کیا جائے اور ان میں دی گئی ہدایات کے ضابطوں پر عمل کیا جائے۔ قرآن مجید کو آخری کتاب تسلیم کیا جائے۔ باقی تمام کتب کو منسوخ سمجھا جائے۔ اب اہل اسلام کے لیے صرف قرآن مجید ہی واجب العمل ہے۔ یہی مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس کے ہر ہر حکم پر عمل کیا جائے۔ قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے اسی میں راہ نجات ہے اور اسی پر عمل کرنے سے ہدایت ملے گی۔

۴۔ رسولوں پر ایمان

رسولوں پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ جو انبیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی راہنمائی اور ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے ان سب کو برحق مانا جائے اور ان کی لائی ہوئی شریعت کو ضابطہ حیات تسلیم کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ کو سب سے افضل اور آخری نبی تسلیم کیا جائے اور آپ کی حیات کو اپنے لیے اسوۂ حسنہ تسلیم کیا جائے اور یہ بھی اقرار کرے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ آپؐ کی نبوت قیامت تک رہے گی۔ یہی عقیدہ ختم نبوت کا عقیدہ کہلاتا ہے۔

۵۔ آخرت پر ایمان

آخرت پر ایمان لانا بھی شریعت اسلامیہ میں بہت اہم عقیدہ ہے۔ اگر آخرت کا تصور ختم ہو جائے تو اعمال صالحہ کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ آخرت پر ایمان لائے اور قیامت کو تسلیم کرے کہ ایک دن ایسا آئے گا جب اچھے برے اعمال کی جزا اور سزا ملے گی۔ چنانچہ نیک لوگوں کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور برے انسانوں کو سزا کے لیے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ دوبارہ زندہ ہونے کے بعد کبھی موت نہیں آئے گی بلکہ وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ یہی وہ عقیدہ ہے جس کی بنیاد پر انسان نیک اعمال کرتا ہے اور برے کاموں سے اجتناب کرتا ہے۔

بہر حال اسلام میں داخل ہونے کے لیے مندرجہ بالا باتوں پر دل سے یقین لانا بنیادی شرط ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کر دینے سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ جتنا پختہ یقین اور ایمان ان باتوں پر ہوگا، اتنا ہی اچھا مسلمان ہوگا اور اس کے لیے اعمال صالحہ سرانجام دینا آسان ہو

گا۔ عقائد اسلام کی جڑ کا درجہ رکھتے ہیں اور تمام اعمال اسلام شاخ اور پھل پھول کی درجہ رکھتے ہیں۔ اگر جڑ کمزور ہوگی تو شجر اسلام بھی کمزور ہوگا۔ تمام مذکورہ باتیں اجزائے ایمان یا عقائد اسلام بھی کہلاتی ہیں۔

ارکان اسلام

ارکان اسلام کی تفصیل ہمیں اس حدیث شریف سے بخوبی معلوم ہوتی ہے۔

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ شہادت دینا کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا رمضان کے روزے رکھنا اور حج بیت اللہ"۔ (بخاری شریف)

اس حدیث پاک کی رو سے اسلام کی عمارت کے یہ پانچ ستون ہیں۔

۱۔ تشہد، یعنی خدا کی واحدانیت کی شہادت اور اس بات کا اقرار کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

۲۔ پانچوں وقت نماز کا مقررہ اوقات میں ادا کرنا۔

۳۔ زکوٰۃ دینا جو نصاب شرع میں مقرر ہے اس کے مطابق۔

۴۔ صوم رمضان یعنی ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

۵۔ حج بیت اللہ یعنی شرعی طریقے سے خانہ کعبہ میں حاضری۔

ارکان اسلام کی تفصیل

(۱) پہلا رکن۔ اسلام میں داخلے کا پہلا دروازہ کلمہ ہے۔

اس میں دو شہادتیں ہیں۔

(۱) اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔

اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

(۲) واشھدان محمد عبدہ ورسولہ

اس بات کی شہادت کہ حضرت محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ عربی میں اس کو شہادتانؑ کہتے ہیں۔ ان سے مراد اللہ کی واحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرنا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد تک تمام انبیاء علیہ السلام نے اپنے اپنے زمانے میں اپنی امت کو یہ تعلیم دی۔ خدا سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیر اللہ سے کچھ

نہ ہونے کا یقین لوگوں کے دلوں میں بٹھایا۔ خدا کی واحدانیت ہی تمام عبادات کی جڑ ہے۔ باقی تمام عبادات تنے اور شاخیں ہیں۔ اس لئے اسلام اور داعی اسلام نے بھی اپنی دعوت کا آغاز اس سے کیا اور فرمایا۔

قولوا لا الہ الااللہ تفلحو۔ اَو لوگو لاالہ۔ کہہ دو اور فلاح پا جاؤ۔ اس کلمہ کے پرچار کی پاداش میں تمام انبیاء کرام کو ستایا گیا۔ کسی کو آگ میں ڈالا گیا۔ کسی کو آرے سے چیرا گیا کسی کو سولی چڑھانے کی سعی کی گئی اور نبی آخر زمان کو پتھر مار مار کر اور دیگر دردناک ایذائیں دے کر اس کلمہ کی اشاعت سے روکا گیا۔ صحابہ کرامؓ میں سے کوئی ایسا نہ تھا، جسے اس شہادت دینے پر کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اذیت ناک اور روح فرسا ظلم و تشدد کا نشانہ نہ بنایا گیا ہو۔ اس کلمہ کی دوسری شہادت رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اقرار ہے۔ جب تک اس شہادت کو دل سے تسلیم نہ کیا جائے ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ قرآن میں ارشاد ربانی ہے۔

یٰاَیُّھا النَّبِی اِنَّا اَرسَلنٰکَ شَاھِداً و مبشراً وَنَذِیراً

وداعیاً اِلَی اللہ باذنِہٖ وَسِراجاً مُنِیراً۔

ترجمہ "اے نبیؐ ہم نے تم کو گواہی دینے والا۔ شہادت دینے والا ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا"

(۱) حضور کی رسالت کا اقرار، اطاعت رسول ہے اور اطاعت رسول درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَن یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللہ۔

ترجمہ "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی۔"

نماز: نماز اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے۔

نماز کا مفہوم :۔

عربی میں نماز کے لئے صلوٰۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مفہوم ہے دعا اور درود و سلام۔ بزرگی بیان کرنا شرعی اصطلاح میں نماز سے مراد پانچ وقت خدا کے سامنے حاضری رکوع و سجود و تسبیحات کی ادائیگی جس طرح شارع علیہ السلام نے ہمیں سکھایا۔

نماز کی اہمیت از روئے قرآن :۔

قرآن پاک میں نماز کی ادائیگی کا حکم تقریباً سات سو مرتبہ آیا ہے۔ ایمان بالغیب کے فوراً بعد یقیمون الصلوٰۃ کا ذکر فرما کر یہ واضح کر دیا ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض نماز ہے۔ قرآن کی رو سے دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا گیا جس کو نماز کا حکم نہ دیا ہو فرمایا:

وَجَعَلْنَا ھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَیْنَا اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءَ الزَّکٰوۃِ وَکَانُوا لَنَا عٰبِدِیْن۔

ترجمہ "اور "ہم نے ان کو آئمہ بنا کر بھیجا ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے ان کے پاس نیک کام کرنے نماز کی پابندی کرنے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے کا حکم بھیجا وہ حضرات ہماری خوب عبادت کیا کرتے تھے"۔

نماز کی ادائیگی نہ کرنا کفر ہے۔ فرمایا: واقیموا الصلوٰۃ ولاتکن من الکفرین

ترجمہ "نماز قائم کرو اور کفر کرنے والوں میں نہ ہو"

حضرت ابراہیم جد الانبیاء کہلاتے ہیں۔ انہوں نے دعا مانگی جو ہم بھی ہر نماز میں مانگتے ہیں۔ اللہ نے قرآن میں اس کا ذکر یوں فرمایا۔ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعا۔

ترجمہ: اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا بنا۔ اور میری اولاد کو بھی نماز قائم کرنے والا بنانا۔ اے ہمارے رب میری یہ دعا قبول فرما۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ. (وہ اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیتے تھے)

یہ حکم حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت دیا جب حضرت موسیٰ ایک روشنی دیکھ کر طور پر پہنچے۔ تو اللہ نے فرمایا:

اننی انا اللہ لَا اِلٰہَ اِلا انا فاَعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصلوٰۃ لِذِکری

ترجمہ "بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تم میری ہی عبادت کرو اور نماز قائم کرو میرے ذکر کے لئے"

قرآن نے نماز کو ذکر سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا کہ خبردار اللہ کے ذکر میں ہی اطمینان قلب ہے۔ اہل جنہم سے جب اہل جنت جنہم میں جانے کی بابت سوال کریں گے تو اہل جنہم جواب دیں گے کہ "قالو لم نکن من المصلین" "ہم نماز ادا نہیں کیا کرتے تھے"۔

نماز ایسا فرض ہے جو کسی حالت میں بھی معاف نہیں۔ جب تک مسلمان میں ہوش و حواس ہوں وہ اس کی ادائیگی کے فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اس کی ادائیگی میں کاہلی اور سستی نفاق کی علامت ہے اللہ کی عبادت کی بہترین شکل نماز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم ہوا۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ ..... تا ..... کَانَ مَشْھُوْدًا

(بنی اسرائیل)

ترجمہ: "آپ آفتاب کے ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے تک نماز ادا کریں اور صبح کی نماز بھی۔ بے شک نماز صبح بھی حاضر ہونے کا وقت ہے"۔

نماز کی ادائیگی تمام مسلمانوں مرد و عورت عاقل بالغ افراد پر فرض عین ہے

روزہ

اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ عربی میں روزہ کو صوم کہتے ہیں روزہ کا مفہوم یہ ہے کہ صبح سحر سے لے کر مغرب سورج غروب ہونے تک کھانے پینے اور دیگر نفسانی خواہشات سے روکا رہے۔ روزہ رمضان المبارک ۲ ہجری میں فرض ہوا۔ یہ دین کے ان بنیادی احکام میں سے ہے جو تمام امتوں پر مشترکہ طور پر فرض رہے۔ البتہ شرائط میں فرق رہا۔ جیسے قرآن میں حضرت مریم علیہ السلام کا قصہ میں ذکر ہے۔ "میں نے رحمٰن کے لئے روزہ رکھا لہٰذا آج کسی سے نہ بولوں گی"۔ اس سے معلوم ہوا اس زمانے میں نہ بولنا بھی روزہ کی شرائط میں سے تھا۔

روزہ کی فرضیت :۔

روزہ ۲ ہجری میں فرض ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا۔ یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِن قَبلِکُم لَعَلَّکُم تَتَّقُونَ۔

ترجمہ: (اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ ان لوگوں پر فرض تھے جو تم سے پہلے ہوئے ہیں۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ (البقرہ) اگلی آیت میں فرمایا۔ "یہ روزے گنتی کے چند روز ہیں، پھر تم سے جو شخص بیمار ہو۔ یا سفر میں ہو اس پر دوسرے دنوں کا شمار لازمی ہے) اور جو لوگ اسے مشکل سے برداشت کریں، ان کے ذمہ فدیہ ہے، وہ ایک مسکین کا کھانا، جو خوشی سے نیکی کرے اس کے حق میں بہت ہے اور اگر تم علم رکھتے ہو، بہتر ہے تمہارے لئے یہی کہ تم روزے رکھو ان آیات قرآنیہ سے روزے کی اہمیت و فرضیت کے بارے میں ہمیں جن باتوں سے آگاہ کیا گیا ہے، ان میں یہ احکام ہیں۔

1۔ روزے فرض ہیں۔
2۔ روزے ہم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کئے گئے تھے۔
3۔ روزے کا اصل مقصد ہمیں متقی بنانا ہے۔

زکوٰۃ

ترتیب میں تیسرا اور بیان میں اسلام کا چوتھا اہم ترین رکن زکوٰۃ ہے۔

زکوٰۃ کا لغوی مفہوم

زکوٰۃ کے لفظی معنی افزائش زیادتی اور پاکیزگی کے ہیں۔

زکوٰۃ کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاح شرعیہ میں زکوٰۃ سے مراد مال کا وہ حصہ ہے جسے مال دار (صاحب نصاب) شریعت کے مطابق راہ خدا میں دیتا ہے۔ چونکہ زکوٰۃ مالدار کے مال میں پاکیزگی پیدا کرتی ہے۔ صاحب مال کے اخلاق میں جلا پیدا کرتی ہے اور اس کی ادائیگی اللہ کی نعمت مال کا عملی شکر ہے۔ موجب رضائے الٰہی ہے اللہ کا ارشاد ہے۔

لَئِن شَکَرتُم لَأَزِیدَنَّکُم وَلَئِن کَفَرتُم إِنَّ عَذَابِی لَشَدِیدٌ۔ (پ ۱۳ ابراہیم)

ترجمہ :۔ (اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں ضرور بضرور زیادہ دوں گا اور اگر تم کفران نعمت کرو گے تو بے شک میرا عذاب نہایت سخت ہے)

مقصد و اہمیت :۔

زکوٰۃ اسلام میں اتنی اہم ہے کہ اس کا منکر کافر ہو جاتا ہے اور اس کی سزا قتل کے سوا اور کچھ نہیں اس وجہ سے خلیفہ اول حضرت صدیقؓ نے ان مسلمانوں کے خلاف جو زکوٰۃ کے منکر ہو گئے تھے جہاد کیا۔ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں اہمیت زکوٰۃ کو بار بار بیان فرمایا گیا ہے۔ سورۃ بقر آیت نمبر ۱۱۰ میں فرمایا۔

وَأَقِیمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّکٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِکُم مِن خَیرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللهِ۔ إِنَّ اللهَ بِمَا تَعمَلُونَ بَصِیرٌ: (پ البقرہ)

ترجمہ :۔ "نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو کچھ بھلائی تم اپنے واسطے آگے بھیجو گے اللہ کے پاس پاؤ گے تم جو کچھ بھی کر رہے ہو یقیناً اللہ خوب دیکھنے والا ہے"۔

حج

حج کا مفہوم :۔

حج کا لغوی مفہوم قصد کرنا اور ارادہ کرنا ہے۔

شرعی اصلاح میں حج سے مراد پورے آداب و شرائط کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت کرنا۔ حج فرض ہے اور تین طریقوں سے کیا جاتا ہے۔

1۔ افراد :۔

مقام میقات پر پہنچ کر محض حج کی نیت سے احرام باندھے مکہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کا طواف کرے۔ مناسک حج ادا کرے اور دس ذوالحجہ تک احرام باندھے رکھے۔

2۔ تمتع

میقات سے صرف عمرہ ادا کرنے کی نیت کرکے احرام باندھے مکہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کا طواف کرے سعی کرے۔ آٹھویں ذوالحجہ کو احرام باندھ کر حج کرے مناسک ادا کرے عرفات حاضر ہو۔

3 قران

میقات سے حج و عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھے مکہ پہنچ کر طواف کرے طواف قدوم کرکے بدستور احرام میں رہے اور ایام حج میں حج ادا کرے۔

اصطلاحات حج کا مفہوم :

1 میقات وہ مخصوص مقام جہاں سے حج پر جانے والا احرام باندھتا ہے یہ ہر ملک کے لئے الگ الگ ہے پاکستان سے جانے والے لوگ یلملم کی جگہ پر احرام باندھتے ہیں۔

2 احرام دو سفید چادریں جو عام طور پر ان سلی ہوتی ہیں۔ ایک چادر مرد کے لئے سر ڈھانپنے کو باندھی جاتی ہے اور دوسری اوڑھی جاتی ہے۔ سر ننگا رہتا ہے۔ عمرہ کرتے وقت اور ایام حج میں احرام باندھا جاتا ہے۔

3 طواف بیت اللہ شریف کے گرد سات چکر ایک خاص رخ میں لگانا اور ہر چکر پر حجر اسود کو بوسہ دینا۔ اگر بوسہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ کا اشارہ کرنا۔ اسے استیلام کہتے ہیں۔

4 سعی صفا اور مروہ دو پہاڑیاں ہیں، جو بیت اللہ کے قریب ہیں دونوں کا درمیانی فاصلہ تقریباً دو سو گز ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت بی بی ہاجرہ نے پانی کی تلاش میں ان پہاڑیوں کے درمیان سات مرتبہ دوڑ لگائی اللہ کو ان کی ادا پسند آئی اب حاجیوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ ان پہاڑیوں کے درمیان تیز چلیں یا دوڑیں اسے سعی کہتے ہیں۔

5 تلبیہ۔ احرام باندھنے کے بعد جو کلمات پکارے جاتے ہیں انہیں تلبیہ کہتے ہیں، کلمات یہ ہیں۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ
وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ۔

یہ کثرت سے پڑھے جاتے ہیں۔

1.4 اسلامی اخلاقی اقدار (تقویٰ، رواداری، اخوت، عفو و درگزر)

تقویٰ

لغوی معنی

تقویٰ کا جو اصل میں تو ٰی ہے لغوی معنی ہے مضر چیز سے دور اپنے درمیان آڑ کر کے اس سے بچنا یہ وقی یقی وَقیاً سے نکلا ہے جس کا معنی ہے بچانا، حفاظت کرنا حضرت عمر فاروقؓ نے ایک دفعہ حضرت ابی بن کعبؓ سے تقویٰ کا معنی پوچھا تو حضرت ابیؓ نے کہا کیا آپ کبھی کانٹوں والے راستے پر چلے ہیں؟ کہا جی ہاں! پوچھا تو ایسی میں آپ نے کیا کیا؟ کہا میں سمٹا اور بچا (یعنی اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر، سکڑ کر اور بچ بچا کر چلا، کہا یہی تقویٰ ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

ایسے تمام کاموں سے اجتناب کرنا جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں یا جن کے کرنے سے وہ ناراض ہوتا ہے یعنی گناہوں، برائیوں، بغیرہ سے پرہیز کرنا اسی طرح تمام ایسے کاموں سے بھی بچنا جن کے بارے میں یقینی طور پر معلوم نہ ہو کہ وہ اللہ کو پسند ہیں یا ناپسند یعنی مشتبہات سے پرہیز جن کا حلال یا حرام ہونا واضح نہیں۔

تقویٰ کی اہمیت:

قرآن حکیم میں تقویٰ کی اصطلاح بہت زیادہ استعمال ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان اور مؤمنوں کو تمام معاملات میں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کیلئے دنیا میں کامیابی اور اپنی معیت اور محبت اور اخروی نجات اور انعامات کی خوشخبری سنائی ہے۔

تمام انبیاء علیہم السلام بھی اسی تقویٰ کا حکم دیتے تھے۔ تمام نیکیوں، عبادات اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کی غرض و غایت یہ بیان کی گئی ہے کہ دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔

قرآن مجید اور تقویٰ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

دوران تدریس استاد سمعی و بصری اعانات کو استعمال کر کے مشکل اسباق کو آسان اور مجرد کو مقرون بنا سکتا ہے۔ تدریس میں ان کی حیثیت مسلم ہے۔

(ii) تدریسی اہمیت اور افادیت

۱۔ طلباء کے لئے اشیاء کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ ہاتھی کہہ دینے سے بچے ہاتھی کی جسامت اور شکل و صورت سے بخوبی آشنا نہیں ہوتے۔ اگر انہیں ہاتھی کا ماڈل یا تصویر دکھادی جائے تو وہ اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔

۲۔ زبانی تدریس اتنی دلچسپ نہیں ہوتی۔ الفاظ کی وضاحت تصاویر اور دیگر اشیاء سے کی جائے تو بچے دلچسپی سے سیکھتے ہیں۔

۳۔ سمعی و بصری اعانات سے خیالات واضح ہو جاتے ہیں اور ان میں تسلسل پیدا ہو جاتا ہے۔

۴۔ سمعی بصری اعانات حواس خمسہ کو بیدار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس طرح تعلیم زیادہ موثر اور پائیدار ہوتی ہے۔

۵۔ حقائق کی نشاندہی بہتر طریقے سے کی جا سکتی ہے۔

۶۔ اس طرح دی گئی معلومات کو طلباء یاد بھی رکھتے ہیں۔

۷۔ بے معنی لفظی تکرار سے چھٹکارا مل جاتا ہے اور تصور بہتر طریقے سے نشوونما پاتا ہے۔

۸۔ تعلیم حقیقی رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ رنگارنگ اشیاء سے طلباء بیزار نہیں ہوتے وہ سبق میں دلچسپی لینے لگتے ہیں۔

۹۔ ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے۔ طلباء نئی نئی اشیاء کے لئے الفاظ سیکھتے چلے جاتے ہیں۔

۱۰۔ استاد کا تجربہ اور مشاہدہ تعلیم کے عمل میں کافی نہیں ہوتا۔ بچے خود عمل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے سمعی و بصری اعانتوں میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔

۱۱۔ علم میں وسعت اور گہرائی پیدا ہوتی ہے۔

۱۲۔ قوت حافظہ میں ترقی ہوتی ہے۔

چند اہم سمعی و بصری اعانات

۱۔ خود ساختہ نمونے

طلباء کے براہ راست تجربات کے لئے سامان مہیا کرنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے

نمونے بنا کر انہیں دکھائے جا سکتے ہیں۔ چھوٹی چیزوں کے نمونے بڑا کر کے بنائے جا سکتے ہیں۔ مثلاً انسان کی کھال کی بناوٹ کے لئے ماڈل بہت بڑا کر کے دکھایا جاتا ہے۔ اس طرح بڑی چیزوں کے چھوٹے نمونے دکھائے جا سکتے ہیں مثلاً خانہ کعبہ یا کسی اور مسجد کا ماڈل، دنیا کا نقشہ مختصر کر کے دکھایا جا سکتا۔

۲۔ سلائیڈ یا فلم پارہ

پروجیکٹر کے ذریعے یہ سلائیڈ دکھائی جا سکتی ہے۔ طلباء اس قسم کی چیزوں میں بہت دلچسپی لیتے ہیں اور دیکھی ہوئی اشیاء یاد بھی رکھتے ہیں۔ بہت سے طلبہ ایک وقت میں دیکھ سکتے ہیں اور انہیں ہر مرحلے میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ تصاویر

تصویریں تدریس کے عمل میں بہت موثر ثابت ہوئی ہیں اور آسانی سے مل بھی جاتی ہیں۔ آج کل درسی کتب میں بھی تصاویر دکھانے کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ تصاویر سے کام لینے کے بعد انہیں آئندہ کیلئے محفوظ بھی رکھا جا سکتا ہے لیکن ان کے استعمال میں احتیاط برتنا چاہیے۔ دلکش رنگوں کی تصاویر مقصد کو فراموش کرنے کا ذریعہ بھی ثابت ہو سکتی ہیں۔

۴۔ تختہ تحریر

استاد کو ہر قدم پر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس کے ذریعے اہم نکتے بھی بتائے جا سکتے ہیں۔ شکلیں یا خاکے بھی بنا کر دکھائے جا سکتے ہیں۔ سبق کے دوران تختہ سیاہ کا کام جاری رہتا ہے اور بچے آسانی سے سمجھ بھی لیتے ہیں۔

۵۔ نقشے چارٹ وغیرہ

استاد طلبہ کی مدد سے ہر قسم کے چارٹ وغیرہ تیار کر سکتا ہے۔ جو کم قیمت بھی ہوں اور موثر بھی۔ ان کی افادیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ مشہور مقامات، قرآنی آیات اور اسلامی تصورات ان کی مدد سے واضح کیے جا سکتے ہیں۔ اسلامی فتوحات، غزوات اور تاریخ اسلام کے دیگر اہم واقعات کے لئے نقشہ کا استعمال ضروری ہے۔ مختلف ممالک میں اشاعت اسلام کے بارے میں یقین سے بتایا جا سکتا ہے کہ کون سے سن میں دنیا کے کس خطے میں اسلامی روشنی پھیلی۔

چارٹ طلبہ کی صلاحیتوں کو جلا بخشتے ہیں۔ ان کے تصورات واضح ہو جاتے ہیں۔ اس میں قرآنی آیات، ترجمہ اور تشریح اور دیگر اہم نکات کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ غزوات اور

مسلمانوں کی دیگر جنگوں کے اسباب نتائج اور واقعات دکھائے جاسکتے ہیں۔ نماز کے اوقات اور تعداد کے بارے میں بتایا جاسکتا ہے۔ علم کی فضیلت 'احادیث نبویؐ' اقوال صحابہؓ' خلافت راشدہ کے اہم کارنامے۔ ارکان اسلام اور ان کے احکامات' مومن کے فرائض اور حقوق' اہم اسلامی شخصیات کے حالات زندگی' حقوق العباد' حقوق اللہ غرضیکہ اسلامی تعلیمات پر مبنی چارٹ کے ذریعے طلباء میں اسلامی روح بیدار کی جاسکتی ہے۔

۶۔ گراف

گراف کے ذریعے مسلمانوں کو ایک ابھرتی ہوئی قوت کے طور پر دکھایا جاسکتا ہے۔ ان کی تعداد میں کس طرح بتدریج اضافہ ہوا۔ پھر جنگوں میں کس طرح مسلمانوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ کفر و اسلام کے پہلے معرکے میں صرف ۳۱۳ مسلمان تھے۔ بعد میں ان کی تعداد میں معتدبہ اضافہ ہوا۔ گراف سے وضاحت کرنا بہت آسان ہے۔ قرآن مجید کی سورتوں' رکوع و منازل کے بارے میں گراف بنا کر سبق میں دلچسپی پیدا کی جاسکتی ہے۔

۷۔ ریڈیو

ریڈیو بھی تدریسی عمل میں ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ ابتدائی ثانوی اور اعلیٰ مدارج کے طلباء کے لئے مفید پروگرام پیش کئے جاسکتے ہیں۔ جو لوگ مدارس میں تعلیم حاصل نہیں کرتے انہیں بھی ریڈیو کے ذریعے اسلامی احکامات سے آگاہ کیا جاسکتا ہے۔ اہم اسلامی واقعات ریڈیو کے ذریعے گھر گھر سنے جاسکتے ہیں۔ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ دیہات اور شہروں میں یکساں مقبول ہے۔ قرآت کے پروگرام' اچھی نعتیں' منقبت اور حمد وغیرہ کے ذریعے ریڈیو عوام کے کردار کی اصلاح میں نمایاں کردار سرانجام دے سکتا ہے۔ یہ ایک مفید ذریعہ ہے۔ مدرسہ سے باہر بھی اس کی نشریات کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔ اور ہزاروں طلباء اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

۸۔ اخبارات و رسائل

اہم اسلامی واقعات کے متعلق اخبارات و رسائل میں علمی و تحقیقی مواد چھپتا رہتا ہے۔ نئی نئی کتابیں بھی مارکیٹ میں آتی رہتی ہیں۔ استاد کو چاہئے کہ ان سے پوری طرح باخبر رہے اور مفید مقالوں کی نشاندہی کرے تاکہ طلباء مطالعہ کر کے اپنے علمی ذوق کی تسکین کر سکیں۔ بعض دینی و مذہبی رسائل اپنے اندر معلومات کا خزانہ لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کا مطالعہ ذہن کی بہت سی گرہیں کھول دیتا ہے۔ سیرت النبیؐ اور تاریخ اسلام کے بہت سے واقعات کا علم ان کے ذریعے ہو سکتا ہے۔

تذکرۃ الزاویہ

۹۔ پرانی کتب کے حوالے

اسلامی تعلیمات میں پرانی کتب کے حوالے اشد ضروری ہیں۔ مثلاً استاد کوئی حدیث پڑھ رہا ہے تو اس کے صحیح ہونے کا اندازہ احادیث کے مجموعوں میں وہ حدیث پڑھ کر ہی ہوگا۔ ہر بات اس کے سیاق و سباق کے ساتھ سامنے آئے گی۔ طلباء بھی واضح حقیقت تک پہنچنا سیکھ جائیں گے اور پھر کوئی شبہ پڑنے پر وہ ان مستند حوالوں کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

۱۰۔ تعلیمی نمائش

تعلیمی نمائش سے طلباء ایک دوسرے کے کام سے بخوبی واقف ہو جاتے ہیں۔ مدرسہ میں طلباء کے خود ساختہ نمونے' چارٹ' طغرے اور دیگر اسی قسم کی اشیاء نہ صرف طلباء کے لئے بلکہ عوام کے لئے بھی دلچسپی کا باعث ہوتے ہیں۔ تدریس کے دوران طلباء چیزیں بنا کر دلچسپی بھی لیتے ہیں اور سبق کی موثر تشریح کے لئے یہ چیزیں کام بھی آتی ہیں۔ ضروری ہے کہ ان اشیاء کو دلکش اور موثر بنایا جائے۔ اس ضمن میں قرآنی آیات' نظمیں احادیث بمعہ ترجمہ' خانہ کعبہ اور مسجد نبویؐ کے ماڈل تیار کئے جاسکتے ہیں۔ یہ دیدہ زیب بھی ہوں گے اور باعث تسکین قلب بھی۔ اسلامیات کے استاد کو چاہئے کہ طلباء سے بھی چارٹ تیار کروائے اور اپنے کمرہ جماعت کو پوری طرح اسلامی تصورات کا حامل بنا دے۔

۱۱۔ کیلنڈر

بعض ادارے مختلف قسم کے کیلنڈر چھاپتے ہیں جن پر قرآنی آیات' احادیث' اقوال زریں یا تاریخی واقعات درج ہوتے ہیں۔ بعض کیلنڈروں پر خانہ کعبہ' مسجد نبویؐ' روضۃ الرسولؐ' روضہ حضرت علیؓ' روضہ حضرت امام حسینؓ چھپے ہوتے ہیں۔ ان سے قلب و نظر ایک تازگی محسوس کرتے ہیں۔ بہت سی باتیں محض نظر کے سامنے رہنے سے ذہن نشین ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ کیلنڈر اور ان کی تصاویر طلباء کے سامنے رہیں تو وہ بہتر طور پر اسلام کو سمجھنے میں مدد دیں گے۔

۱۲۔ ٹکٹ

بعض اہم مواقع پر محکمہ ڈاک خصوصی ٹکٹ چھاپتا ہے مثلاً اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقع پر خاص ٹکٹ چھاپے گئے ہیں جن پر واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا درج تھا۔ اسلامی ملکوں کے جھنڈے والے ٹکٹ بھی شائع ہوئے تھے۔ ان سے بہتر طریقہ پر مستفید ہوا جاسکتا ہے۔ طلباء کو ٹکٹوں کے حوالے سے اسلامی ملکوں کے بارے میں بتایا جاسکتا ہے۔ اس میں زیادہ خرچ بھی نہیں

ہوتا۔ استعمال شدہ ٹکٹ بھی کام دے سکتے ہیں۔

۱۳۔ تمثیل کاری

Tablo وغیرہ ڈرامے کی خصوصی شکل

طلباء فطری طور پر نقال ہوتے ہیں۔ ڈرامہ کی شکل میں تاریخی واقعات پیش کرنا ان کی معلومات کو وسعت دینے کا موجب ہوگا۔ مثلاً اسلامی فتوحات اور مسلمان جرنیلوں کے کارنامے ڈرامہ کی شکل میں پیش کرنا مفید ہوگا۔ طلباء دلچسپی بھی لیں گے اور تاریخی واقعات انہیں ازبر بھی ہو جائیں گے۔ اس طرح ان کی شخصیت کی تعمیر ہوگی۔ بہادری سے ملت اسلامیہ کی خدمت کرنا اپنا فرض اولین خیال کریں گے۔ ان میں اوصاف حمیدہ بھی پیدا ہو جائیں گے۔

۱۴۔ بزم ادب کا انعقاد

بزم ادب کا پروگرام تقریباً تمام مدارس میں ہوتا ہے لیکن اکثر جگہ اس سے وہ مقصد حاصل نہیں کیا جاتا جو حالات کا تقاضا ہے۔ بزم ادب میں حسن قرأت اور نعت خوانی کے مقابلے منعقد کرائے جاسکتے ہیں۔ طلباء احادیث نبویؐ سنا سکتے ہیں۔ کسی عالم دین سے مفید قسم کی معلومات بھی حاصل کی جاسکتی ہیں کسی اہم مسئلہ پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔ صدر معلم اور اساتذہ دلچسپی لے کر اس پروگرام کو دلچسپ اور بامعنی بنائیں تو نونہالان قوم کو اسلامی رنگ میں رنگ سکتے ہیں اور ان کے اخلاق کی خامیاں دور کر سکتے ہیں۔ ہر وقت اچھی باتوں کا عملی مظاہرہ طلباء کیلئے مفید ثابت ہوگا۔

۱۵۔ استاد کے عملی اقدامات

بعض اساتذہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں صرف درسی کتاب پڑھانا ہے اور کسی بات کے ہم ذمہ دار نہیں۔ یہی رویہ ہماری قوم کی بے حسی کا نشان ہے۔ آج دن دہاڑے قتل ہو جاتے ہیں لیکن ظالم کا ہاتھ روکنے کیلئے کوئی تیار نہیں ہوتا۔ یہ بے حسی ہمیں بے روح کئے دے رہی ہے۔ زندگی کی حرارت رخصت ہوتی نظر آرہی ہے۔ استاد اپنا رویہ بدلیں۔ طلباء کی خوشی اور غمی میں شریک ہونا اپنا فرض منصبی خیال کریں۔ ان کے سامنے اپنے اعلیٰ کردار کا نمونہ پیش کریں تو اس کا نتیجہ انشاء اللہ بہتر ہی نکلے گا۔ طلباء کو اگر نماز کی تلقین کی جائے تو استاد خود بھی نمازی ہو۔ جھوٹ سے گریز کا سبق دیا جائے تو خود بھی ہمیشہ سچ بولے۔ اللہ اور رسولؐ سے محبت کا درس دے تو اس کا اپنا دل بھی عشق الٰہی اور حب رسولؐ سے لبریز ہو۔

۱۶۔ تعلیمی سیر

آج کل تدریس میں تعلیمی سیر کی افادیت بڑھتی جارہی ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ

کی قدرت و صنعت سے بخوبی آشنا کرایا جاسکتا ہے۔ قدرتی مناظر یا مقدس مذہبی مقامات دیکھنے سے فطرت انسانی پر خوشگوار اثر ہوتا ہے اور انسان اپنے خالق سے زیادہ قرب محسوس کرنے لگتا ہے۔ یہی دین اسلام کی روح ہے۔

اس میں آمدورفت کا بندوبست ذرا مشکل کام ہے۔ اگر پہلے سے منصوبہ بندی کر لی جائے تو نظم و ضبط بھی قائم رہتا ہے اور استاد تعلیمی سیر سے خاطر خواہ فائدہ بھی اٹھا سکتا ہے۔ اکثر اساتذہ اس قسم کی ذمہ داری سے گھبراتے ہیں۔ لیکن تھوڑی سی اصلاح احوال کی کوشش کر لی جائے تو طلباء محظوظ بھی ہوں گے اور مستفید بھی۔

سمعی و بصری اعانات کی افادیت

۱۔ مشکل اسباق آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔

۲۔ جدید تدریسی مواد طلباء کو حصول علم کی طرف راغب کر سکتا ہے۔ نااہل طلباء میں بھی کچھ سیکھنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۳۔ جدید دور میں علوم کی اتنی شاخیں ہیں کہ ہر ایک کے متعلق سیر حاصل معلومات حاصل کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ سمعی و بصری اعانات سے کم وقت میں زیادہ معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

۴۔ کم خرچ اعانات کی تیاری سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

۵۔ جو استاد سمعی و بصری اعانات استعمال کرتا ہے اس کی توقیر طلباء کی نظر میں بڑھ جاتی ہے۔

۶۔ تدریسی عمل دلچسپ ہو جاتا ہے۔

۷۔ طلباء مصروف رہتے ہیں اس طرح نظم و ضبط کا مسئلہ پریشان نہیں کرتا۔

۸۔ زمانہ ترقی کر رہا ہے۔ سمعی و بصری معلومات کا استعمال ہر مضمون میں بڑھتا جاتا ہے۔ اس لئے اسلامیات کا استاد بھی اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔

۹۔ طلباء کو انفرادی توجہ دی جاسکتی ہے۔

سمعی و بصری اعانات کا استعمال

ہمارے مدارس میں عام طور پر سمعی و بصری معاونات کم استعمال کئے جاتے ہیں۔ ابھی

تک وہی پرانا طریقہ رائج ہے کہ کتاب اٹھائی اور پڑھادیا۔ اللہ اللہ خیر صلا۔ اس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اساتذہ کی تساہل پسندی

کسی قسم کی چیز تیار کرنا مثلاً چارٹ یا گراف وغیرہ بنانا استاد کو مشکل معلوم ہوتا ہے۔ وہ تساہل پسندی کی وجہ سے اعانات استعمال نہیں کرتا اس لئے طلباء کا علم وسیع نہیں ہو پاتا۔ وہ زیادہ وقت میں کم معلومات حاصل کرتے ہیں۔

۲۔ مدارس میں رقوم کا مسئلہ

ہمارے ہاں مدارس میں سمعی و بصری معاونات کیلئے کوئی رقم مختص نہیں کی جاتی اس لئے اعانات کا حصول استاد کیلئے بار گراں ثابت ہوتا ہے لہٰذا وہ حتی الوسع ان کے استعمال سے گریز کرتے ہیں۔ اگر کم خرچ میں چارٹ وغیرہ خود تیار کئے جائیں یا طلباء کی مدد سے تیار کریں تو اس مشکل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

۳۔ صدر معلم کا رویہ

صدر معلم ایسے اساتذہ کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے جو اپنی محنت کے بل بوتے پر یہ اشیاء تیار کرتے ہیں بلکہ انہیں طلباء کا وقت ضائع کرنے کا ذمہ دار گردانا جاتا ہے۔ صدر معلم کی طرف سے اگر حوصلہ افزائی ہو تو اساتذہ کو اپنی جیب پر یہ زائد بوجھ گراں نہیں گزرے گا۔ وہ خوشی کے ساتھ سمعی و بصری اعانات کا استعمال کریں گے۔

۴۔ انتخاب کا مسئلہ

اب یہ اعانت ہر سبق میں کام نہیں آتی اس لئے استاد کو انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ سمجھدار استاد ہی اس مسئلے سے بطریق احسن عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔

۵۔ استاد کا بدل

سمعی و بصری اعانات استاد کا بدل ثابت نہیں ہوتے یہ تدریس کو دلچسپ تو بنا سکتے ہیں لیکن استاد کی ضرورت بہر حال باقی رہتی ہے۔ اصلی ہاتھ استاد کا ہی ہوتا ہے کہ وہ کس طریقے سے ان اعانات کو استعمال کر سکتا ہے۔

۶۔ جگہ کی کمی

ہمارے ہاں اکثر مدارس میں طلباء زیادہ ہیں اور ان کے لئے کمروں کی گنجائش بہت کم ہے۔ بعض جماعتیں کھلے آسمان تلے بیٹھ کر گرمی و سردی کی شدت برداشت کرتی ہیں۔ اس صورت میں استاد سمعی و بصری اعانتیں کیسے استعمال کر سکتا ہے۔ باہر صرف تختہ سیاہ، نقشے اور چارٹ استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

۷۔ ٹائم ٹیبل

اساتذہ کو ہر روز تقریباً آٹھ پیریڈ پڑھانا ہوتے ہیں۔ ایسے میں اس کیلئے ممکن نہیں ہوتا کہ باقی وقت میں وہ اعانتیں تیار کرتے رہیں اس لئے وہ یہ اعانتیں استعمال کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔

۸۔ نصاب کی طوالت

نصاب کی طوالت بھی مانع ہوتی ہے انہیں مقررہ وقت میں نصاب ختم کرانا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ سمعی و بصری معاونت کے چکر میں نہیں پھنسنا چاہتے۔ ان کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ نصاب ختم ہو جائے اور بس تاکہ اس کے بعد وہ کچھ پرچہ جات حل کروالیں تاکہ ان کا نتیجہ اچھا رہے۔

۹۔ طلباء کی ضرورت سے زیادہ دلچسپی

بعض طلبہ اصل مقصد یعنی نصاب کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اعانتوں میں گم ہو جاتے ہیں اس لئے۔ یہ استاد کا فرض ہے کہ طلباء کو نصاب کی طرف متوجہ رکھے اور اعانات میں زیادہ مصروف نہ ہونے دے تاکہ وہ اصل مقصد کو فراموش نہ کر سکیں۔

۱۰۔ [illegible]

مدارس میں اتنی قیمتی اشیاء مثلاً ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹیپ ریکارڈر وغیرہ نہیں ہوتے جس کی وجہ سے ان سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ لیکن استاد اگر چاہے تو ان مشکلات پر قابو پاسکتا ہے۔

مثلاً

(i) مہنگی اشیاء کی جگہ سستی اشیاء تیار کی جاسکتی ہیں جیسے تصاویر، گراف چارٹ وغیرہ۔

(ii) علمائے دین مدرسہ میں آکر تقریر کریں تو طلباء کی معلومات میں اضافہ ہوگا اور ان کی تقریری صلاحیتیں بھی بڑھیں گی۔

(iii) استاد خود بھی اعانتیں تیار کرے اور طلباء کو بھی اس کام میں شریک کرے۔

(iv) استاد صدر معلم کو بھی قائل کرے اور اعانات کی افادیت سے آگاہ کر کے کم قیمت اشیاء خریدنے پر مائل کرے۔

(v) بچوں سے بھی سستی قسم کی اعانتیں تیار کرائی جا سکتی ہیں۔

(vi) گرد و پیش کے ماحول سے فائدہ اٹھانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے مثلاً کیلنڈروں اور اخبارات سے تراشے لے کر فلالین بورڈ پر لگائے جا سکتے ہیں۔ قرآنی آیات کے چارٹ اور طغرے اچھی لکھائی والے طلباء سے تیار کرائے جا سکتے ہیں۔ مذہبی مقامات کے ماڈل یا نقشے بھی طلبہ اور استاد مل جل کر تیار کر سکتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ مہنگی اشیاء ہی استعمال کی جائیں۔

(vii) مختلف کتب سے حوالے جمع کرنے کے لئے کہا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں استاد خود رہنمائی کرے اور کتابوں کے نام بچوں کو بتادے تو زیادہ آسانی ہو جائے گی۔

(viii) مدرسہ کے نظام اوقات میں وقت مضامین کے لحاظ سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ تدریسی معاونات مثلاً ریڈیو، ٹی وی، ٹیپ ریکارڈر وغیرہ کیلئے وقت مخصوص نہیں کیا جاتا۔ نظام اوقات میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے پرائمری، مڈل اور ثانوی جماعتوں کے طلباء کے لئے وقت مخصوص کیا جا سکتا ہے۔

سبقی اشارات

سبقی اشارہ نمبر ۱

نام　　رول نمبر　　جماعت دہم

مضمون اسلامیات　　سکول

عنوانات	اشارات سبق	تلخیص تختہ سیاہ
تدریسی لوازمات	کمرہ جماعت بمعہ ضروری سامان، مثلاً چاک، ڈسٹر، پیمانہ اور تختہ سیاہ وغیرہ۔	
تدریسی اعانت	حضرت علیؓ کا شجرہ نسب اور سلطنت اسلامیہ کا نقشہ چارٹ پر دکھایا جائے گا۔	
مدعائے عام	۱۔ طالبات کے جذبہ تجسس کی تسکین کرنا۔ ۲۔ طالبات کو تاریخ اسلام سے آگاہ کرنا۔ ۳۔ طالبات کی قوت حافظہ اور قوت متخیلہ کی نشوونما کرنا	
مدعائے خاص	۱۔ طالبات کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق واضح معلومات بہم پہنچانا۔ ۲۔ خلافت راشدہ کے آخری دور کی ایک جھلک دکھانا	
طریقہ تدریس	تقریری اور بیانیہ طریقہ استعمال کیا جائے گا۔	
سابقہ واقفیت	خلفائے راشدین کے اسمائے مبارکہ تو بچپن ہی میں مسلمان بچوں کو ازبر ہوتے ہیں دہم جماعت کی طالبات حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے متعلق پڑھ چکی ہیں اور حضرت علیؓ کے متعلق بھی وہ کافی معلومات رکھتی ہیں۔	

(xii) تہذیبی وثقافتی اقدار سے مطابقت رکھتا ہو

اچھا نصاب وہ ہو سکتا ہے جو تہذیب وثقافتی اقدار سے مطابق رکھتا ہو، ان اقدار کا تحفظ کر سکے اور ان کے فروغ کا باعث بنے۔ ہر ایک معاشرہ چاہتا ہے کہ تعلیم کے ذریعے سے اپنی تہذیب وتمدن اور ثقافت کا تحفظ کرے۔

(xiii) مذہبی اقدار سے ہم آہنگ ہو

اچھا نصاب تعلیم ان مذہبی اقدار کا تحفظ کرتا ہے جو متعلقہ طلبہ اور معاشرے کے لیے اہم ہوتی ہیں۔ پاکستان میں بھی وہی نصاب تعلیم کامیاب اور قوم وملک کے مقاصد سے ہم آہنگ ہو سکتا ہے جو مذہبی اقدار سے ہم آہنگ ہو اور دین اسلام نصاب تعلیم کے ہر ایک عنصر کی بنیاد بنایا جائے۔

(xiv) انفرادی اختلافات کی تشفی کرتا ہو

تعلیمی اداروں میں اس حقیقت کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ طلبہ انفرادی اختلافات رکھتے ہیں۔ بعض بچے اعلیٰ ذہنی صلاحیتیں رکھتے ہیں اور بعض معمولی ذہانت کے مالک ہوتے ہیں، اس لیے اچھا اور متوازن نصاب تعلیم وہ ہے جو تمام بچوں کے لیے مواقع فراہم کر سکے۔

(xv) معاشی اور اقتصادی ضروریات سے ہم آہنگ ہو

متوازن نصاب تعلیم وہ ہوتا ہے جو ملک وقوم کی معاشی واقتصادی ضروریات اور تقاضوں کو پیش نظر رکھتا ہے۔ انفرادی واجتماعی، معاشی واقتصادی حالت اس وقت بہتر بنائی جاسکتی ہے جب نصاب تعلیم ایسے مواقع اور سرگرمیاں مہیا کر سکے۔

(xvi) نصاب تعلیم معاشرتی شعور پیدا کرتا ہے

اچھے نصاب تعلیم کے اوصاف میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ طلبہ میں معاشرتی فہم وفراست پیدا کر سکے جس کے ذریعے سے طلبہ معاشرتی زندگی کے قواعد وضوابط اور اصول سیکھ سکیں۔

(xvii) ملکی وقومی ضروریات کی تکمیل کرتا ہو

ملکی وقومی ضروریات ہر ایک ملک وقوم کے لیے اہم درجہ رکھتی ہیں اور ان ضروریات کی تکمیل کے ذریعے

سے ہی ملکی وقومی ترقی اور فلاح وبہبود ممکن ہو سکتی ہے۔ نصاب تعلیم ان ضروریات کی تکمیل کا اہم ذریعہ ہوتا ہے۔

(xviii) بین الاقوامی مقاصد کی تکمیل کرتا ہو

موجودہ دور میں کوئی بھی قوم الگ تھلگ رہ کر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ملکی وقومی سطح پر استحکام کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر بھی اپنا تشخص قائم رکھنا اور وجود تسلیم کرانا ضروری ہے لیکن یہ اس وقت ممکن ہے جب نصاب تعلیم طلبہ میں بین الاقوامی شعور پیدا کر سکے، عالمی برادری کا تصور ابھار سکے اور اس کے ذریعے سے انسانیت کا درس دیا جاسکتا ہے۔

امتحانات کی اقسام

زبانی امتحان

5.3.2 تحریری امتحان (معروضی طرز، موضوعی طرز)

امتحانات کی قسمیں

ا۔ زبانی امتحان

(i) تیسری جماعت تک کے بچوں کا دینیات، معاشرتی علوم، سائنس وغیرہ کا امتحان زبانی لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد زبانی امتحان مندرجہ ذیل طریقوں سے لیا جاتا ہے۔

(ii) سابقہ واقفیت کا جائزہ: سبق کے آغاز میں سابقہ واقفیت کا جائزہ لینے اور نئے سبق سے رابطہ قائم کرنے کے لئے استاد زبانی سوالات کرتا ہے۔ اس طرح طلبہ غافل نہیں ہوتے اور گزشتہ سبق بھی یاد رکھتے ہیں۔

(iii) جزوی اعادہ: سبق کا ایک حصہ پڑھانے کے بعد استاد سوالات کی مدد سے اعادہ کرواتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ طلبہ کو سبق ذہن نشین ہوا ہے یا نہیں۔

(iv) سمعی اعادہ: پورا سبق پڑھانے کے بعد سوالات کئے جاتے ہیں اور ایک بار پھر سبق کی دہرائی ہو جاتی ہے۔ اگر طلبہ سوالات کے جوابات تسلی بخش طریقے سے دیں تو اس کا

Rothdshgmcdt

مطلب ہے کہ سبق کامیاب رہا۔

۲۔ تحریری امتحان

دو طرح کے ہوتے ہیں۔

(i) استاد کمرہ جماعت میں اپنے ہی پیریڈ میں بھی ٹیسٹ لے لیتا ہے۔ یہ ٹیسٹ ہفتہ وار، پندرہ روزہ یا ماہوار ہو سکتے ہیں۔ ان کا باقاعدہ ریکارڈ بھی رکھا جاتا ہے۔ بعض اساتذہ چارٹ بنا کر کمرہ جماعت میں لگا دیتے ہیں۔ اس طرح ہر طالب علم کی کارکردگی سامنے رہتی ہے۔ اگر کوئی طالب علم اپنا معیار برقرار نہ رکھ سکے تو استاد فوراً اس کی طرف متوجہ ہو کر وجوہات معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر اس کے تدارک کا انتظام ہوتا ہے۔

(ii) پورے سکول کے امتحانات ہوتے ہیں۔ چھپے ہوئے پرچہ جات ملتے ہیں۔ یہ امتحانات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) سہ ماہی امتحان (۲) ششماہی امتحان (۳) نوماہی امتحان (۴) سالانہ امتحان

۳۔ عملی امتحان

اس میں طلباء عملی طور پر امتحان دیتے ہیں۔ جیسے حصہ مڈل میں طالبات کا رنگائی، دھلائی، سلائی اور کھانا پکانے کا امتحان۔

طلباء آرٹ میں ڈرائنگ وغیرہ کا امتحان دیتے ہیں۔ زراعت، لکڑی سے چیزیں وغیرہ بنانے کا عملی کام۔ سائنس میں تجربات کئے جاتے ہیں۔ اسلامیات میں قرات و تجوید نماز اور وضو کا طریقہ۔

۴۔ خارجی امتحان

عام طور پر سکول کے طلبہ دو امتحان دیتے ہیں۔

(i) مڈل سٹینڈرڈ امتحان: یہ محکمہ تعلیم کے زیر نگرانی ہوتا ہے۔ اس میں تمام طلباء یا طالبات نہیں ہوتے بلکہ صرف ہوشیار طلبہ ہی کا داخلہ سکول کی طرف سے جاتا ہے اور وہی امتحان دیتے ہیں۔ باقی تمام طلباء مدرسے میں ہی امتحان دے کر نویں جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں

(ii) سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ امتحان: یہ امتحان بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری

ایجوکیشن یعنی ثانوی تعلیمی بورڈ کی طرف سے دسویں جماعت کے تمام طلباء کیلئے ہے۔ اس امتحان میں کامیابی کے بعد ہی وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے کالج میں داخلہ لینے کے اہل قرار پاتے ہیں۔

(iii) ذہین و فطین طلبہ کیلئے امتحان: ثانوی تعلیمی بورڈ کے زیر نگرانی مڈل اور سیکنڈری سکول کے امتحان میں ۸۰% نمبر لینے والوں کا دوبارہ امتحان ہوتا ہے اور اس میں کامیابی کے ۶۰% نمبر ہوتے ہیں۔ زیادہ تر پرچے معروضی ہوتے ہیں اور پورے نصاب پر محیط ہوتے ہیں یعنی مڈل کے کامیاب شدہ طلباء چھٹی، ساتویں اور آٹھویں جماعت کے نصاب میں سے امتحان دیتے ہیں اور ثانوی درجے کے جماعت نہم اور دہم کے نصاب میں سے۔ اسے تلاش جوہر کی صدارتی سکیم کا نام دیا گیا ہے۔ کامیاب ہونے والے طلباء کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔

تحریری امتحانات کی اقسام

۱۔ انشائی طرز کے امتحانات

یہ امتحانات کی سب سے پرانی قسم ہے۔ اس میں طلبہ کو ایک پرچے میں چند سوالات دیئے جاتے ہیں۔ طالب علم ان میں سے آدھے سوالات جوابات کے لئے منتخب کرتا ہے اور نفس مضمون کو خود ترتیب دے کر جواب لکھتا ہے اور ایک مقررہ وقت میں پرچہ حل کر کے نگران کے حوالے کر دیتا ہے۔ اس قسم کے امتحانات پر بہت سخت تنقید بھی ہوئی ہے لیکن یہ اپنی خامیوں کے باوجود آج بھی جاری ہے کیونکہ ان کے فوائد بھی ہیں۔

انشائی طرز کے امتحان کے فوائد

(۱) لکھنے کی رفتار:

اس طرح کے امتحان میں طالب علم کو بہت زیادہ لکھنا پڑتا ہے کیونکہ مقررہ وقت میں ہی پانچ یا چھ سوالوں کے مکمل مفصل جواب دینا ہوتے ہیں اس لئے وہ زیادہ تیزی کے ساتھ لکھتا ہے تاکہ کوئی سوال چھوٹ نہ جائے۔

(۲) منتشر خیالات کو یکجا کرنے کی اہلیت:

طالب علم کو اپنی معلومات سوال کے مطابق ترتیب دینا پڑتی ہیں۔ آہستہ آہستہ وہ اس میں ماہر ہو جاتا ہے اور سوال کے مطابق اپنے منتشر خیالات کو مرتب کرنے لگتا ہے۔ اس قابلیت کا

استعمال وہ اپنی زندگی میں بھی کرتا ہے۔

(۳) ذخیرہ الفاظ میں اضافہ :

امتحان کے لئے طالب علم تیاری کرتا ہے۔ کئی کتابیں پڑھتا ہے اور جو نئی معلومات اسے حاصل ہوتی ہیں نوٹس کی شکل میں لکھ لیتا ہے۔ وسیع مطالعہ کی بناء پر اس کے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے۔ پرچے میں وہ عملی طور پر یہ ذخیرہ استعمال بھی کرتا ہے۔ اس طرح بار بار استعمال کرنے سے وہ الفاظ اچھی طرح یاد ہو جاتے ہیں۔

(۴) پرچہ بنانے میں آسانی :

انشائی طرز کے امتحانات میں اساتذہ کو بہت سہولت رہتی ہے۔ کیونکہ پرچہ بنانا آسان ہوتا ہے۔ وقت بھی کم لگتا ہے۔ نصابی کتب کے آخر میں امتحانی سوالات دیئے جاتے ہیں۔ اساتذہ ان میں سے ہی سوال منتخب کر کے پرچہ تیار کر لیتے ہیں۔ اس طرح طلباء بھی زیادہ محنت نہیں کرتے اور وہی سوالات یاد کر لیتے ہیں۔

(۵) غور و فکر کی عادت :

انشائی طرز کے پرچوں میں اسی طرح سوالات نہیں پوچھے جاتے جس طرح نصابی کتب میں تحریر ہوتے ہیں بلکہ واقعات و حقائق پر منحصر سوالات بنائے جاتے ہیں۔ طالب علم خود غور و فکر کر کے اس سوال کا جواب تلاش کرتا ہے۔ اس طرح عملی زندگی میں بھی اسے یہ عادت پڑ جاتی ہے کہ ہر بات پر غور و فکر کر کے مسائل کا حل تلاش کرے۔

(۶) مطالعہ کی عادت :

امتحان کی تیاری کے لئے طلباء کئی کئی کتابیں پڑھتے ہیں اور اپنی معلومات وسیع سے وسیع تر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نصابی کتب کے علاوہ دوسری کتابوں سے بھی علم حاصل کرنے کی سعی میں انہیں مطالعہ کی عادت ہو جاتی ہے۔ وہ اپنا جواب مدلل و مفصل لکھنا چاہتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ نمبر حاصل کر سکیں۔ اساتذہ بھی ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اس طرح مطالعہ میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔

(۷) خیالات کے استعمال کا سلیقہ :

انشائی طرز کے امتحان میں طلباء کی قوت اظہار و بیان کی تربیت ہوتی ہے۔ وہ سلیقہ سے

اپنے خیالات کا استعمال سیکھتے ہیں۔

(۸) زبان پر عبور :

خیالات کتنے ہی وسیع کیوں نہ ہوں۔ ان کے اظہار کے لئے زبان کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ کونسا لفظ کس جگہ موثر ثابت ہوگا۔ اس کی مشق بھی ہو جاتی ہے اور زبان و بیان میں حسن بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

(۹) تحریر میں پختگی :

بار بار لکھنے سے تحریر پختہ ہو جاتی ہے۔ الفاظ کی بناوٹ اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ حروف شمسی و قمری کا استعمال آ جاتا ہے۔ طلبہ مشابہ اور ہم آواز الفاظ کا درست طریقے سے لکھنا سیکھ جاتے ہیں۔

(۱۰) طلباء کے رجحان کا اندازہ :

انشائی طرز کے امتحان میں طلباء اپنی مرضی سے جواب لکھتے ہیں چونکہ سوالوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اس لئے وہ مرضی کے مطابق ہی سوالات منتخب کرتے ہیں اور ان کا جواب بھی اپنی طبیعت کے رجحان کے مطابق لکھتے ہیں۔ ممتحن طالب علم کا جواب پڑھ کر ان کی دلچسپیوں کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ اگر ایک طالب علم اسلامیات کے پرچے میں قرآن و حدیث نبوی کے حوالے دے کر مدلل جواب لکھتا ہے تو استاد کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسے دینی علم سے کس قدر رغبت ہے اور اس علم میں اضافہ کر کے ہی قرآنی آیات اور احادیث یاد رکھتا ہے۔

انشائی طرز کے امتحانات کے نقصانات

ا۔ سوالات پورے نصاب پر محیط نہیں ہوتے

پرچے میں ممتحن کو عام طور پر دس سوالات دینا ہوتے ہیں۔ پورے نصاب کو صرف دس سوالوں میں محدود کر دینا ممکن نہیں اس طرح نصاب کا کچھ حصہ نظر انداز کرنا پڑے گا۔ اور طلبہ بھی نصاب کو چھوڑ چھوڑ کر یاد کریں گے۔ جس سے ان کا علم نامکمل رہے گا۔ عموماً ہوتا یہی ہے اگر طالب علم کے یاد کئے ہوئے سوالات پرچے میں آ گئے تو وہ زیادہ نمبر حاصل کر لیتا ہے ورنہ نہیں۔

۲۔ لکھائی

بعض طلباء کی لکھائی اچھی ہوتی ہے جو نظر کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ طالب علم اگر اپنا جواب خوش خط لکھے گا تو ممتحن اسے زیادہ نمبر دے گا خواہ اس کے نفس مضمون میں کمی ہو۔ جبکہ بری لکھائی والا طالب علم زیادہ نکات لکھنے کے باوجود کم نمبر حاصل کرے گا۔ اسی طرح ست رفتاری کے ساتھ لکھنے والے بچے بھی پورا پرچہ حل نہیں کر پاتے جبکہ تیز لکھنے والے کافی زیادہ لکھ لیتے ہیں اور زیادہ نمبر حاصل کر لیتے ہیں۔

۳۔ نتیجہ پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا

انشائی طرز کے امتحان میں یہ خامی ہے کہ نمبر لگانے کا طریقہ سائنسی نہیں بلکہ ممتحن کی مرضی پر منحصر ہے کہ جس طالب علم کو چاہے زیادہ نمبر دے دے۔ جسے چاہے کم دے۔ جوابات کی طوالت اور محدود وقت میں پرچے دیکھنا بھی نتائج پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جلدی میں دیکھے گئے پرچے اور اطمینان کے ساتھ جانچے ہوئے پرچے نمبروں کے لحاظ سے مختلف ہوں گے۔ ایک ہی ممتحن کے مختلف اوقات میں دیکھے گئے ایک ہی پرچے کے نمبر مختلف ہوں گے اس طرح یہ نتائج اعتماد کے قابل نہیں ہوتے۔

۴۔ استاد کی ذاتی پسند

اگر استاد کسی طالب علم کو پسند کرتا ہے تو اسے زیادہ نمبر دینے کی کوشش کرے گا۔ اگر کوئی طالب علم استاد کی نظر میں کوئی مقام حاصل نہیں کر سکتا تو نمبر بھی کم حاصل کرے گا خواہ اس نے کتنی ہی محنت کیوں نہ کی ہو۔ کچھ طالب علم استاد کا پڑھایا ہوا لفظ بہ لفظ لکھ دیتے ہیں اس طرح بھی وہ استاد کی توجہ کے حقدار ٹھہریں گے۔

۵۔ ممتحن کا موڈ

اگر ممتحن کسی وجہ سے غصے میں ہے تو نزلہ بیچارے طالب علم پر گرے گا۔ اور پرچے میں کم نمبر ملیں گے۔ اگر خوشی کے عالم میں ہے تو غلط جواب پر بھی صحیح کا نشان کر سکتا ہے۔ بعض ممتحن طویل جواب پسند کرتے ہیں۔ بعض سوال کے مطابق مختصر جواب پسند کرتے ہیں۔ اب ظاہر ہے ممتحن کی پسند کے پرچے میں زیادہ اور دوسرے میں کم نمبر ملیں گے۔

۶۔ وقت ضائع ہوتا ہے

مضمونی طرز کے امتحان میں طلباء کو تین گھنٹے پرچہ حل کرنے کیلئے دیئے جاتے ہیں۔

اب پورے ایک یا دو سال کے پڑھے ہوئے نصاب کا اندازہ ان تین گھنٹوں میں لکھے ہوئے پرچے سے لگایا جاتا ہے۔ ایک پرچے کے حساب سے امتحان تقریباً پندرہ دن جاری رہتا ہے۔ پھر نتائج مرتب کرنے میں اساتذہ تقریباً ایک ماہ لگا دیتے ہیں۔ اس طرح پڑھائی کا حرج ہوتا ہے۔ خارجی امتحانات یعنی بورڈز اور یونیورسٹی کے امتحانات کے بعد تو طالب علم تین چار ماہ تک بیکار بیٹھے رہتے ہیں کیونکہ نتائج مرتب کرتے ہوئے تو اتنا وقت گزر ہی جاتا ہے۔

۷۔ رٹنے کی عادت

اس طرح کے امتحان میں چند مقررہ قسم کے سوالات ہی آتے ہیں۔ پہلے سال کا پرچہ دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس سال کون سے سوال آئیں گے۔ بازار میں بہت سے گیس پیپرز اور گائیڈز آجاتے ہیں اور طلباء پورا نصاب پڑھنے کی بجائے ان خلاصوں اور ٹیسٹ پیپرز کی مدد سے سوالات رٹ کر امتحان پاس کر لیتے ہیں جس سے ان کا علم سطحی رہتا ہے اور ہر کام میں شارٹ کٹ اختیار کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔

۸۔ یادداشت کا امتحان

یہ امتحان طلباء کی یادداشت کا ہوتا ہے ان کے علم و فضل کا نہیں۔ نہ ہی اس کی سیرت و کردار کو جانچا جا سکتا ہے۔ اب جو طالب علم اپنے خیالات کو بہتر طریقے سے ترتیب دے کر جواب لکھ سکتا ہو وہ درجہ اول میں کامیاب ہو جائے گا اور جو بچہ کچھ نکات بھول جائے تو اسے کم نمبر حاصل ہوں گے۔

۹۔ نقل کا رجحان

کچھ طلباء ایسے بھی ہوتے ہیں جو محنت تو کرتے نہیں ناجائز ذرائع سے امتحان پاس کر لینا چاہتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی نقل کرتے ہیں یا پہلے سے لکھا ہوا چھپا کر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ بہت کم طالب علم پکڑے جاتے ہیں۔ زیادہ تر تو اپنا مطلب حل کر ہی لیتے ہیں۔ یہ رجحان انہیں غلط کاموں کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ علم کے جویا نہیں ہوتے بلکہ سرٹیفکیٹ یا ڈگری کا حصول ان کا مقصد ہوتا ہے۔ اس کیلئے جائز و ناجائز کی پرواہ نہیں کرتے۔

۱۰۔ اتفاقات

بعض طلباء سارا سال محنت کرتے ہیں لیکن امتحانات کے دنوں میں اتفاقاً کسی حادثہ یا بیماری سے دوچار ہو جاتے ہیں تو پرچے اچھی طرح حل نہیں کر پاتے اور فیل ہو جاتے ہیں یا بہت کم

نمبر لے کر پاس ہوتے ہیں اور بعض لاپرواہ اور کھلنڈرے طالب علم چند سوالات یاد کر کے بھی اچھے نمبر حاصل کر لیتے ہیں کیونکہ اتفاق سے وہی سوالات پرچے میں آ گئے تھے۔ بعض دفعہ ذہین بچے پیچھے رہ جاتے ہیں جبکہ ناجائز ہتھکنڈے استعمال کرنے والے آگے نکل جاتے ہیں۔

۱۱۔ اساتذہ کا عمل

اساتذہ بھی امتحان میں متوقع سوالات پر زیادہ زور دیتے ہیں پورا نصاب ختم کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ نہ ہی طلباء کی تخلیقی قوتوں کو بیدار کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ وہ امتحان میں آنے والے سوالات رٹوا دیتے ہیں تاکہ ان کا نتیجہ اچھا رہے اور ان کی سالانہ رپورٹ اچھے الفاظ میں لکھی جا سکے۔

جدید طرز کے امتحانات

(معروضی آزمائشیں)

* ایسی آزمائش جس میں سوال کا ایک ہی جواب ممکن ہو اور اس کے لئے پہلے ہی سے حل تیار کر لیا گیا ہو۔ ممتحن اپنی مرضی سے کم یا زیادہ نمبر نہ دے سکے اور طالب علم کو بھی اپنی غلطیوں اور سوالات کے درست ہونے کا علم ہو معروضی آزمائش کہا جاتا ہے۔ اس میں استاد کے لئے بھی ممکن نہیں ہوتا کہ نمبروں میں کمی بیشی کر سکے۔ پرچہ خواہ کتنے ہی ممتحنوں کے پاس بھیجا جائے نتائج میں فرق نہیں ہو گا۔

انشائی طرز کے امتحانات کی خامیوں کو دیکھتے ہوئے ماہرین تعلیم نے یہ کوشش کی کہ طلباء کے اکتساب کا جائزہ لینے کیلئے ایسے طریقے اختیار کئے جائیں جو سائنسی خطوط پر کام کر سکیں۔ پرچہ جانچنے والا خواہ کوئی بھی ممتحن ہو طلباء کے نمبروں میں فرق نہ پڑے۔ خوش خطی کا بھی ممتحن پر اثر نہ پڑے۔ اس امتحان میں مندرجہ ذیل طریقوں سے جائزہ لیا جاتا ہے۔

۱۔ درست / غلط ٹیسٹ۔ TRUE FALSE TEST

یہ سوالات عام طور پر زیادہ ہوتے ہیں۔ چند بیانیہ قسم کے جملے لکھ دیئے جاتے ہیں اور طلباء سے کہا جاتا ہے کہ وہ سامنے لکھے دیئے ہوئے غلط یا صحیح میں سے کسی پر نشان لگا دیں مثلاً۔

۱۔ قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ ص غ

۲۔ نمازوں کی تعداد دس ہے۔ ص غ
۳۔ اللہ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ ص غ
۴۔ حلال طریقے سے روزی کمانا بھی عبادت ہے۔ ص غ
۵۔ زکوۃ ہر مہینے دی جاتی ہے۔ ص غ
۶۔ یتیم کا مال لے لینا اسلام میں جائز ہے۔ ص غ
۷۔ سائل کو دھتکار دینا مومن کی شان نہیں۔ ص غ
۸۔ حج شعبان کے مہینے میں کیا جاتا ہے۔ ص غ

ظاہری طور پر تو اس قسم کے سوال تیار کرنا آسان لگتا ہے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ طالب علم بہت غور سے سوالات پڑھ کر جواب لکھتا ہے۔ اگر اسے ذرا بھی شک ہو تو جواب غلط ہو سکتا ہے اس لئے یہ سوالات تیار کرتے وقت احتیاط سے کام لینا چاہئے اور مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

احتیاط:

۱۔ جملے میں ایک ہی بیان ہو جو یا تو غلط ہو سکے یا صحیح درمیانی راستہ کوئی نہ ہو۔
۲۔ ایسے بیانات نہ ہوں جس میں آدھا حصہ غلط اور آدھا صحیح ہو۔
۳۔ سوالات ملے جلے ہوں۔ یہ نہیں کہ پہلے صحیح بیانات دے دیئے بعد میں غلط۔ اس طرح طلباء بغیر کوشش کئے جواب لکھ دیں گے۔
۴۔ سوالات ایسے ہوں کہ طلباء کو سوچنا پڑے۔
۵۔ عبارت میں ابہام نہ ہو بلکہ واضح ہو۔
۶۔ جن بیانات میں شک کا عنصر پایا جائے وہ نہ دیئے جائیں۔
۷۔ ہمیشہ، کبھی نہیں، تمام اور کوئی نہیں وغیرہ الفاظ استعمال نہ کئے جائیں اس سے بیان کے درست یا غلط ہونے کا اشارہ ملتا ہے۔

۲۔ کثیر الانتخاب ٹیسٹ

درست / غلط قسم کے سوالات میں طلباء محض اندازہ لگا کر بھی نمبر حاصل کر لیتے ہیں۔ اس خامی کو دور کرنے کیلئے کثیر الانتخاب سوالات بہت کار آمد ہیں۔ کثیر الانتخاب قسم کے سوالات کی تیاری بہت مشکل ہے۔ لیکن استعمال آسان ہے۔ اس میں ممکنہ جوابات جن کی تعداد

تین، چار یا پانچ ہوتی ہے دے دیئے جاتے ہیں۔ طالب علم کسی بھی صحیح جواب کے گرد دائرہ یا صحیح کا نشان لگا دیتے ہیں مثلاً :

۱۔ آیت الکرسی کس پارہ میں ہے ؟ — پہلا۔ تیسرا۔ ساتواں۔ بیسواں

۲۔ قرآن مجید کی کتنی سورتیں ہیں ؟ — ۱۱۴، ۲۲۰، ۳۲۵، ۸۵

۳۔ زکوٰۃ کس پر فرض ہے ؟ — بالغ مسلمان۔ غریب۔ دولت مند۔ بچہ

۴۔ جنگ بدر کس مہینے میں لڑی گئی ؟ — شوال۔ صفر۔ ربیع الاول۔ رمضان

۵۔ مکہ کے مسلمانوں نے پہلی ہجرت کہاں کی ؟ — شام۔ مدینہ۔ حبشہ۔ ایران

احتیاط :

۱۔ ایسا سوال لکھا جائے جس کا صرف ایک ہی یقینی جواب ہو۔

۲۔ سوال واضح ہو، مبہم نہ ہو۔

۳۔ طلباء کی صلاحیت کو جانچنے کے لئے سوالات غور و فکر سے تیار کئے جائیں۔

۴۔ جوابات کی تعداد زیادہ ہو تاکہ طلباء سوچ بچار سے کام لے سکیں۔

۵۔ غیر ضروری باتیں نہ ہوں۔

۶۔ بیانات طویل نہ ہوں۔

۷۔ ہر سوال میں درست جواب کی جگہ بدل دی جائے تاکہ اندازہ لگانے کا امکان نہ رہے۔

۳۔ تقابلی سوالات

ان سوالات کی شکل مختلف ہوتی ہے۔ عام طور پر چھوٹی جماعتوں کیلئے آزمائشوں میں استعمال کئے جاتے ہیں لیکن بڑی جماعتوں میں بھی استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ اس میں جوابات کی دو فہرستیں دے دی جاتی ہیں یعنی دو کالم بنائے جاتے ہیں۔ ایک کالم میں بیان ہوتا ہے۔ درمیان میں جگہ چھوڑ کر دوسرے کالم میں جواب لکھ دیا جاتا ہے۔ طالب علم ایک کالم کی فہرست کا دوسرے سے تعلق قائم کرتا ہے اور درمیان میں صحیح جواب لکھ دیتا ہے۔

ا	صحیح جواب	ب
۱۔ حضرت علیؓ		خاتم النبیین
۲۔ حضرت آدمؑ		خاتون جنت
۳۔ ارکان اسلام کی تعداد		خلیل اللہ
۴۔ حضرت ابو بکرؓ کا لقب		قبلہ اول
۵۔ حضرت محمدؐ		ابو البشر
۶۔ مسجد اقصیٰ		شیر خدا
۷۔ حضرت فاطمہؓ		صدیق اکبر
۸۔ حضرت ابراہیمؑ		آدم ثانی

اس قسم کے سوالات میں چند خامیاں بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً طلباء کا وقت زیادہ صرف ہوتا ہے۔ اس کے استعمال میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

احتیاط

۱۔ بیانات کی تعداد سے زیادہ جوابات ہوں۔

۲۔ سوالات کی فہرست ایک ہی صفحے پر ہو تو بہتر ہے۔

۳۔ بیانات ذرا طویل ہوں تاکہ طلباء کو جواب ڈھونڈنے میں آسانی ہو۔

۴۔ ایک ہی طرح کے بیانات نہ ہوں۔

۵۔ ایک جواب دو جگہ استعمال نہ کیا جا سکے۔

۴۔ تکمیلی سوالات

یہ زمانہ قدیم میں بھی رائج تھے۔ طلباء سے خالی جگہیں پر کروائی جاتی تھیں۔ اس میں اندازہ کام نہیں دے سکتا۔ طالب علم کو قطعی جواب دینا ہوتا ہے۔ اس میں یادداشت کا امتحان ہوتا ہے جو نسبتاً مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ طلبہ بھول جاتے ہیں وہ خالی جگہ پر کوئی اور درست لفظ لگا کر بھی فقرہ مکمل کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے پرچہ دیکھنے والے کو مشکل پیش آتی ہے۔

۱۔ مسجد نبوی .... میں ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب .... ہے۔

۳۔ حضورؐ کی پیروی کرو تاکہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی .... خوشنودی حاصل ہو۔

۴۔ یہودی حضرت .... کی امت ہیں۔

۵۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر .... ہے۔

۶۔ قیامت میں سب سے پہلے .... کی پرسش ہوگی۔

احتیاط :

۱۔ ایسے سوالات تیار کئے جائیں جن کی خالی جگہ ایک ہی لفظ سے پر ہو جائے۔

۲۔ مبہم اور نامکمل بیان نہ لکھا جائے۔

۳۔ فقرے کے آغاز میں خالی جگہ نہ ہو۔

۴۔ جواب قطعی ہو تاکہ طالب علم اندازے سے کام نہ لے۔

۵۔ بیان میں ایک ہی جگہ خالی چھوڑی جائے۔ کئی جگہیں خالی چھوڑنے سے مطلب خبط ہو جاتا ہے۔

۵۔ مختصر الجواب سوالات

ان سوالات کا مقصد بھی طلباء کی یادداشت کا جائزہ لینا ہوتا ہے۔ یہ نتائج کے اعتبار سے زیادہ قابل اعتماد ہوتے ہیں۔ ان کا لکھنا اور جانچنا بھی آسان ہے۔ اس میں اندازہ لگانے کی گنجائش کم ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ تین کتابوں کے نام لکھئے۔

۱۔ ۲۔ ۳۔

۲۔ نماز کی تین حالتوں کے نام لکھئے۔

۱۔ ۲۔ ۳۔

۳۔ خلفائے راشدین میں سے صرف تین کے نام لکھئے۔

۱۔ ۲۔ ۳۔

احتیاط:

۱۔ سوال ایسا ہو کہ اس کا وہی جواب ممکن ہو سکے جو سوچا گیا ہے۔

۲۔ طالب علم مختصر طور پر ہی جواب لکھے۔

۳۔ سوال کی عبارت زیادہ مختصر نہ ہو کہ طلباء اس کا مطلب ہی نہ سمجھ سکیں۔

۶۔ پیراگراف

Comprehension

اس پرچے میں ایک پیراگراف دیا جاتا ہے اور اس کے اختتام پر چند سوالات لکھ دیئے جاتے ہیں۔ طالب علم اس پیراگراف میں سے جواب ڈھونڈتا ہے۔ طالب علم کے فہم کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے اور اس کے لکھنے کی صلاحیت کی نشو و نما بھی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل پیراگراف جو جماعت نہم و دہم کی اسلامیات لازمی کی کتاب صفحہ نمبر ۱۳ پر ہے۔

"حضورؐ نے ان لوگوں کو بتایا کہ زندگی دنیا میں ختم نہیں ہوتی بلکہ موت کے بعد دوبارہ

زندگی بخشی جائے گی۔ اس زندگی کا دارومدار ہمارے ایمان اور عمل کی صحت اور درستی پر ہے۔ اگر ایمان صحیح ہے اور عمل منشائے الٰہی کے مطابق ہے تو پھر زندگی کا ایسا اجر اور ثواب ملے گا جو ختم ہونے والا نہیں اور اگر ایمان کی جگہ کفر لے لے اور عمل و کردار میں بدمعاملگی، حرص اور ہر طرح کی برائیاں ہو جائیں تو اس صورت میں اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ آخرت کے بارے میں اسلامی تعلیمات نے اس بات پر خاص زور دیا ہے: "تمہیں حشر کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے اور اپنے ایک ایک عمل کا جواب دینا ہے۔ اس لئے اس دنیا میں زندگی کا جو بھی نقشہ بناؤ اور عمل و کردار کا جو ڈھب بھی اختیار کرو یہ سوچ کر اختیار کرو کہ آخرت میں اس کا انجام کیا ہوگا"۔

مندرجہ بالا پیراگراف پڑھنے کے بعد نیچے لکھے ہوئے سوالوں کے جواب لکھئے۔

۱۔ حضور اکرمؐ نے لوگوں کو کیا بتایا؟

۲۔ دنیاوی زندگی کا دارومدار کس بات پر ہے؟

۳۔ آخرت کے بارے میں اسلامی تصور کیا ہے؟

۴۔ اسلامی تعلیمات میں کس بات پر خاص زور دیا گیا ہے؟

۵۔ دنیاوی زندگی کا نقشہ بناتے ہوئے کونسی بات سوچنا ضروری ہے؟

احتیاط:

۱۔ پیراگراف کا انتخاب اس کی جامعیت کو مدنظر رکھ کر کیا جائے۔

۲۔ سوالات مبہم اور مشکل نہ ہوں۔

۳۔ طالب علم کے فہم کا جائزہ لیا جائے۔

۴۔ اس کی تحریری صلاحیتوں کا امتحان پیشِ نظر ہو۔

۷۔ ترتیب ٹیسٹ

اس ٹیسٹ میں یہ جائزہ لیا جاتا ہے طلباء معلومات کو ترتیب دینے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہیں یا نہیں۔ ایسی عبارت لکھی جاتی ہے جس میں الفاظ کو آگے پیچھے کر دیا گیا ہو۔ اس سے جملہ بے ربط ہو جاتا ہے۔ طلباء کو درست طریقے سے عبارت لکھنے کیلئے کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات زمانہ کی ترتیب غلط کر کے لکھ دیتے ہیں اور طلباء سے ترتیب درست کرنے کیلئے کہا جاتا ہے۔ اس طرح طلباء صحیح تصورات سے آشنا ہو جاتے ہیں۔

سوال: زمانہ کے لحاظ سے مندرجہ ذیل کو ترتیب سے لکھیں۔

ہجرت حبشہ۔ نزول وحی۔ جنگ بدر۔ حجۃ الوداع، سانحہ کربلا۔ شہادت عثمانؓ۔ میثاق مدینہ۔ جنگ احد۔

احتیاط:

اس ٹیسٹ میں سوالات سوچ سمجھ کر دیئے جائیں۔ جن کے جوابات واضح ہوں۔ جن معلومات کے بارے میں ذرا بھی شک ہو ان کے بارے میں دریافت نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔

معروضی امتحانات کے فوائد

۱۔ ممتحن اپنی مرضی سے جوابات پر نمبر نہیں لگا سکتا۔ جو کچھ طالب علم لکھتا ہے اس کے مطابق نمبر مل جاتے ہیں۔

۲۔ جوابات قطعی ہوتے ہیں اس لئے قیاس سے کام نہیں لیا جاسکتا۔

۳۔ پورے نصاب کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

۴۔ وقت کم صرف ہوتا ہے۔

۵۔ طالب علم ہوشیاری کے ساتھ امتحان کی تیاری کرتے ہیں اور نصاب غور و فکر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

۶۔ طالب علم رٹنے کی عادت سے بچ جاتے ہیں۔ کیونکہ معروضی امتحانات میں رٹا کام نہیں دیتا۔

۷۔ استاد جانبداری سے کام نہیں لے سکتا۔ اس لئے طالب علم کو اس کی محنت کا پورا پورا صلہ مل جاتا ہے۔

۸۔ پرچے جلدی دیکھے جاتے ہیں۔

۹۔ نمبر سائنسی طریقے سے لگائے جاتے ہیں۔ اس لئے طالب علم مطمئن رہتے ہیں۔

۱۰۔ نمبروں میں یکسانیت رہتی ہے۔ ممتحن چاہے کوئی بھی ہو نمبر اتنے ہی ملیں گے۔

۱۱۔ استاد کے ذاتی تعلقات اور طالب علم کا رویہ اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

نقصانات

۱۔ طالب علم اپنی سابقہ معلومات کی بنا پر بھی پرچہ حل کر سکتا ہے۔ نصاب کا اعادہ ضروری نہیں۔

۲۔ طالب علم کی تحریری صلاحیتیں دب کر رہ جاتی ہیں کیونکہ پرچے میں اسے مکمل کر اپنے خیالات ظاہر کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔

۳ ذہین طالب علم ان امتحانوں میں بہت زیادہ نمبر حاصل کر لیتے ہیں۔ جبکہ اوسط درجے کے طلباء پیچھے رہ جاتے ہیں۔

۴۔ طالب علم کا وقت تو کم صرف ہوتا ہے لیکن اساتذہ کے لئے ان پرچوں کی تیاری اور چھپائی خاصا وقت طلب مسئلہ ہے اس لئے اساتذہ ان پرچوں سے گریز کرتے ہیں۔

۵۔ اخراجات زیادہ ہوتے ہیں۔ کاغذ بھی زیادہ صرف ہوتا ہے۔

۶۔ بار بار اس طرح کے پرچے تیار کرنا بہت مشکل ہے۔ ہمارے ہاں مدارس میں ضروری سامان بھی موجود نہیں۔

۷۔ طلباء کا علم سطحی رہ جاتا ہے۔ وہ غور و فکر اور دلائل سے کام نہیں لیتے۔

۸۔ زبان پر عبور حاصل کرنے کیلئے معروضی آزمائشیں ناکافی ہوتی ہیں۔

5.4 پرچہ بنانے کا طریقہ کار

5.5 جانچنے کا طریقہ کار

اسلامیات کے پرچے بنانا

ابھی تک آپ پڑھ چکے ہیں کہ آزمائش کی تیاری میں ایک استاد کو چند ایک اصول پیش نظر رکھنے چاہئیں تاکہ موضوعی اور معروضی ہر دو قسم کے سوالات کو موزوں طریقے سے تیار کیا جاسکے۔ اس سلسلے میں چند ایک ہدایات اور تیں جو آپ کو آزمائش یا ٹیسٹ کی تیاری میں کارآمد ہوں گی وہ درج کی جاتی ہیں۔

(الف) آزمائش کی تیاری کے لیے ہدایات

۱۔ آپ کو چاہیے کہ آزمائش کی تیاری کے وقت سب سے پہلے مقاصد نصاب سامنے رکھیں۔ مقاصد کا تعین کیے بغیر سوالات کی تیاری بہتر نہیں ہو سکتی۔